

www.NovelsKiDuniya.com



بقلم
دانیال سعید

ناول
زید

Hoorain Ali Edits

ضد

از قلم / دانیال سعید

آج فاطمہ کے کالج کا پہلا دن تھا۔ پریشان حال کالج پہنچی۔ کالج میں پہلا دن تھا اس لیے زیادہ کچھ نہیں جانتی تھی۔ کلاس کا راستہ پوچھ پوچھ کر آگے بڑھ رہی تھی کے چند شریر لڑکوں نے اس کے ساتھ مذاق کیا اور اس کو بیت الخلا کا راستہ بتا دیا۔ وہ پہلے ہی پریشان تھی اور اس مذاق کی وجہ سے وہ گھبرا گئی اور رونے لگی۔

وسیم اس وقت بیت الخلا سے باہر آیا اور وہ یہ سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ بھی ان لڑکوں نے مذاق کیا ہے۔ ان لڑکوں کو جھڑکتے ہوئے اس نے فاطمہ کو تسلی دی اور اس کو اس کی کلاس تک چھوڑ آیا۔ وہ لڑکے مسلسل کھڑے ہنس رہے تھے۔

کلاس تک پہنچ کر فاطمہ ووسیم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چلی گئی۔

بریک کے دوران ووسیم دو گلاس ملک شیک کے ساتھ فاطمہ کے پاس آیا۔

اور ایک فاطمہ کو پیش کیا۔ فاطمہ پہلے تو ہچکچائی لیکن ووسیم کے بار بار اصرار پر وہ گلاس لے لیا۔

وسیم دوبارہ اسے تسلی دیتا ہے۔

شام کے وقت جب اعظم صاحب (فاطمہ کا ابو) گھر آئے تو انہوں نے فاطمہ سے اس کے کالج کے پہلے دن

کے بارے میں پوچھا۔

فاطمہ پر جوش انداز میں "جی ابو اچھا تھا۔ میں نے کچھ دوست بھی بنائے۔

اعظم صاحب نے فاطمہ کو کالج میں خیال سے رہنے اور خود کو کالج کے بگڑے ہوئے لڑکوں اور لڑکیوں سے بچنے کا مشورہ دیا اور سب سونے چلے گئے۔

فاطمہ باقاعدہ کالج جاتی رہی اور وسیم بھی اس سے روزانہ ملنے آتا تھا۔ وہ شاید اس سے محبت کرنے لگا تھا۔

تقریباً ایک ہفتے کے بعد فاطمہ کی پھوپھی اپنے بیٹے ارحم کے لیے اس کا رشتہ مانگنے آئی اور ان کو فاطمہ کی مرضی کے ساتھ ہاں کر دیا گیا۔ اور دو دن کے بعد نکاح ہو گیا۔ اور چند ہفتوں بعد شادی تھی۔

کچھ دن بعد فاطمہ جب کالج میں بیٹھی تھی تو وسیم اس کے پاس آیا۔ وہ بات کرنے میں بہت ہچکچا رہا تھا۔

وہ اپنی جیب سے گلاب کا پھول نکال کر فاطمہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا "ہم دونوں دوست ہیں اور میں اس دوستی کو رشتے کا نام دینا چاہتا ہوں۔"

فاطمہ نے وسیم کو اپنے نکاح کا بتایا جس پر وسیم غصے سے تلملاتا ہوا پھول زمین پر پھینک کر چلا گیا۔

وسیم اپنے دوست کے ساتھ کینیٹین پر بیٹھا فاطمہ کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ: "بچپن سے لے کر آج تک میرا ہاتھ جس چیز پر پڑا، میری زبان نے جس چیز کا ذکر کیا، میرے قدم جس چیز کی طرف مائل ہوئے میری بابا نے وہ وہ چیز میرے لیے لے لی۔۔۔"

میں بابا کو جب فاطمہ کے بارے میں بتاؤں گا تو وہ اس کے ابو سے ضرور بات کریں گے۔

وسیم کے دوست علی نے اس کو سمجھایا کہ جو چیز تو نے چاہی وہ بازار سے با آسانی مل گئی لیکن فاطمہ کوئی چیز نہیں ایک زندہ انسان ہے۔ وہ اپنی زندگی کے فیصلے خد کرنے کا حق رکھتی ہے اور اس پر کوئی بھی اپنی مرضی نہیں چلا سکتا۔ میری بات مان اور فاطمہ کی بھول جا۔ سب سے ضروری بات یہ کہ اس کا نکاح ہو چکا ہے۔

شام میں وسیم اپنے والدین کے ساتھ جب فاطمہ کے گھر گیا تو اس کا باپ گھر دیکھ کر دنگ رہ گیا اور بغیر کچھ کہے گاڑی کو گھر واپس لے آیا۔

وسیم نے سارے راستے تو کچھ نہیں بولا لیکن گھر جا کر خوب تماشہ لگایا۔ جس پر وسیم کا باپ اس کو مخاطب کرتے ہوئے بولا "جس گھر میں تم مجھے لے کر گئے ہو وہ میری کمپنی کے معمولی ملازم کا گھر ہے اور جس کے لیے تم رشتہ لے کر گئے ہو وہ پہلے ہی کسی کے نکاح میں ہے۔ فاطمہ کی پڑھائی کا سارا خرچ میں نے اٹھایا اور اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ بدکردار لڑکی میرے ہی بیٹے کو اپنی چال میں پھنسا دے گی تو میں اس کو کبھی نہ پڑھاتا لیکن وسیم کی ضد حد سے بڑھنے لگی تو وہ اس کو ایک زوردار تھپڑ مارا، اور غصے کی سی کیفیت میں اپنے کمرے میں چلے گئے۔

اگلے دن وسیم نے فاطمہ کو زبردستی اپنی کار میں بٹھانے کی کوشش کی جس پر وسیم نے فاطمہ سے تھپڑ کھایا۔ وسیم نے اس تھپڑ کو اپنی تذلیل سمجھتے ہوئے اپنے اندر فاطمہ سے بدلے کی آگ جلائی۔ شادی سے دو دن پہلے وسیم نے فاطمہ کو کال کی کہ اگر تم نے یہ شادی کی تو میں ارحم کو مار دوں گا۔ فاطمہ نے چلا کر کسی کو بلانا چاہا لیکن کال کٹ گئی۔ اور ایک میسج فاطمہ کو موصول ہوا وسیم کی طرف سے جس میں لکھا تھا "ارحم کی زندگی کی گارنٹی ختم"۔ فاطمہ وسیم کو کال کر کے رونے والے لہجے میں بولی کے "تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟ تم کیا ایسا کر کے مجھے حاصل کر لو گے؟ نہیں ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔"

میں اب ارحم کے نکاح میں ہوں اور مجھے ارحم پسند ہے۔ خدا را تم ہماری زندگی سے نکل جاؤ اور کبھی واپس مت آنا۔ وسیم فاتحانہ ہنسی کے ساتھ بولا "نکاح صرف ایک اگریمیٹ ہوتا ہے جو کسی بھی وقت ختم ہو سکتا ہے۔ تم میری تھی میری ہو اور میری رہو گی۔

دنیا میں ایسا کوئی نہیں جو ہمیں جدا کرے۔"

فاطمہ نے کہا کہ "اپنا غرور اپنے پاس رکھو اور اس بات کا ماتم مناؤ کہ میں ار حم کی تھی ہوں اور رہوں گی۔ آج کے بعد مجھے کبھی بھی کال یا میسج نہ کرنا۔"

شادی سے پہلی رات میں ار حم دوستوں کے ساتھ پارٹی کرنے گیا تو وسیم کا میسج آیا کہ: ار حم ایک ہوٹل میں کچھ دوستوں کے ساتھ ہے۔ اور میرے سامنے ہے۔ کیا کروں؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟ اس کے لہجے میں فاتحانہ ہنسی واضح تھی۔۔۔

.....

فاطمہ نے ار حم کو کال کی اور اس سے پوچھا کہ تم کہاں ہو؟ ار حم اس کو اپنے دوستوں کا بتایا اور اس کو پارٹی کا بتایا۔ فاطمہ نے کال کٹ کی اور بغیر کچھ بتائے گھر سے چھپ کر رکشہ لے کر ار حم کے پاس چلی گئی۔ ار حم فاطمہ کو دیکھ کر پہلے تو حیران ہوا۔

وسیم فاطمہ کو ہوٹل میں دیکھ کر غصے سے اٹھ کر چلا گیا۔

ار حم نے فاطمہ سے اس کے آنے کی وجہ پوچھی تو فاطمہ نے وسیم کے بجائے بتایا میں نے ایک برا خواب دیکھا اس لیے تم ابھی گھر چلو اور جب تک شادی نہ ہو جے باہر مت نکلنا۔ ار حم نے فاطمہ سے کھاٹھیک ہے چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں اور میں پھر گھر جاؤ گا لیکن فاطمہ کے اصرار پر پہلے ار حم کے گھر گئے اور فاطمہ دوبارہ رکشہ سے گھر گئی۔

وسیم کی دوبارہ کال آئی کے آج ار حم تمہاری وجہ سے بچ گیا۔

فاطمہ نے جواب دیا کہ تم مجھے نہیں حاصل کر سکتے۔ وسیم کی آواز میں ہنسی اور درد تھا جس کے ساتھ ہی وہ بولا "مجھے تمہیں حاصل نہیں کرنا مجھے تمہیں پانا ہے اور حاصل کرنے اور پانے میں بہت فرق ہوتا ہے جس طرح جینے اور زندہ رہنے میں ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کال کٹ گئی۔

شادی کے دن فاطمہ کے گھر میں شادی کی تقریبات زور و شور سے جاری تھی لیکن ارحم کی امی پریشانی کی حالت میں آئی اور سیدھا فاطمہ کے کمرے میں چلی گئی۔ کے ارحم کہاں ہے کیا تجھے پتا ہے لیکن فاطمہ کمرے میں نہیں تھی وہ پارلر میں تھی۔ وسیم کے کچھ دوست ساتھ مل کر فاطمہ کو پارلر سے اغوا کر لیتے ہیں۔ وہ اسے بے ہوش کر کے وسیم کے گیسٹ ہاؤس لے جاتے ہیں۔ گیسٹ ہاؤس میں اس کی آنکھ جب کھلی تو وہ حیران و پریشان مدد کے لیے چلانے لگی۔ کچھ وقت کے بعد وسیم اس کے سامنے آیا تو وہ سمجھ گئی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ وسیم کو دیکھ کر وہ سہم گئی لیکن رعب سے بولی "تم اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میں ارحم کے نکاح میں ہوں اور تم مجھ سے نکاح نہیں کر سکتے" وسیم نے فاطمہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے دوستوں سے کہا "لے آؤ اسے" وسیم کے دوست ارحم کو کندھوں سے اٹھائے سامنے آئے۔

ارحم کی حالت بہت لاغر تھی اور وہ چلنے سے بھی قاصر تھا۔ کیونکہ وسیم کے دوستوں نے مل کر اسے بہت مارا۔۔۔ ارحم فاطمہ کو دیکھ کر چونک گیا اور بوجھل الفاظ کے ساتھ بولا "اوہ! تو تم فاطمہ کو طلاق دینے کی بات کر رہے تھے۔ میں سمجھا"..... وہ کچھ بولنا چاہتا تھا لیکن وہ اپنی حالت کی وجہ سے نہیں بول پایا۔۔۔ ارحم کی اس حالت نے فاطمہ کو مزید پریشان کر دیا تھا اس نے ارحم کے پاس جانا چاہا لیکن وہ کرسی سے بندھی تھی۔ آخر وہ چلا کر بولی "چھوڑ دو ارحم کو"۔ وسیم نے کہا "مجھے اس کو رکھنے کا شوق بھی نہیں یہ تمہیں آزاد کر دے میں اس کو آزاد کر دوں گا"۔ ارحم اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے بولا "میں ایسا نہیں کروں گا چاہے تم مجھے مار دو۔" وسیم مسکراتے ہوئے بولا "تمہیں مار کر بھی تو مجھے یہ ترکیب اچھی لگی"۔ ثاقب (وسیم کا دوست) میری گن دے۔ اور what a good ideas یہ آزاد ہو سکتی ہے۔ وسیم نے گن ارحم کی کن پٹی پر رکھ دی۔ فاطمہ یہ سب دیکھ کر نہایت نڈھال اور پریشان ہو گئی۔ لیکن ارحم کو کرسی سے باندھ کر فاطمہ کے سامنے بیٹھا اور تیسری کرسی درمیان میں رکھ کر وسیم بیٹھ گیا۔ "موت یا طلاق... فیصلہ تمہارا

ہے۔۔۔ ار حم اور فاطمہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور بہت دیر خاموشی تھی۔ پھر ار حم بے ساختہ ہو کر

بولا: "موت" لیکن فاطمہ کو یہ سب منظور نہیں تھا۔ روتے لہجے میں بولی "تم مجھے طلاق دے دو یہ تمہیں مار دے

گا۔" مجھے مار دو" ار حم چلایا۔ "مجھے بھی مار دو" فاطمہ نے کہا۔ میں یہاں کوئی کونز گیم نہیں کھیل رہا مجھے بتاؤ فاطمہ "طلاق یا

موت؟؟؟ فاطمہ: طلاق۔ ار حم: موت

"بہت محبت ہے تم دونوں میں" و سیم نے بولا "چلو میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ لیکن پہلے ایک شعر سناتا ہوں: تو سنو

"عمر بھر صحرا نور دی کرتا رہا لیکن کبھی شادی نہ کی۔۔

قیس دیوانہ بھی تھا بڑا سمجھ دار آدمی"

جانتے ہو اس کا مطلب کیا ہے؟؟؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ محبت کی داستانوں میں صرف محبت ہوتی ہے شادی نہیں اور تم

بھی صرف محبت کرو گے۔

لیلہ مجنوں اور اس جیسی دوسری محبت کی داستانوں میں کیا چیز مشترک ہے؟؟؟ ار حم اور فاطمہ یک زبان ہو کر

بولے: "محبت اور موت"

"بس تم محبت کرتے ہو اور موت بھی ہوگی لیکن ان کہانیوں کی طرح نہیں اس کہانی میں کچھ الگ ہو گا اس میں مجنوں

لیلہ کو چھوڑ کر مرے گا۔ آج ایک نئی کہانی لکھی جائے گی ضد کی کہانی۔ تمہاری ضد تمہیں برباد کرے گی اور میری ضد

مجھے آباد" مسکراتا ہے۔

تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں یا تو اس کو طلاق دے دو یا اس کو بیوہ کر دوں گا۔ پانچ منٹ میں مولوی صاحب یہاں آ

جائیں گے سو جو بھی کرنا ہے جلدی کرو۔

فاطمہ کے گھر سب پریشان تھے فاطمہ کو اس کا ابو پار لے لینے گیا تو پتہ چلا وہ بھی یہاں نہیں ہے۔ دونوں گھروں میں پریشانی

کاسماں تھا۔ ارحم اور فاطمہ دونوں ایک دوسرے کی رسی کھول کر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں کے سامنے وسیم آگیا اور وہ دونوں ڈر گے وسیم کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اور وہ ارحم کو دیتا ہے اور پر سکوں لہجے میں کہا "اس پر دستخط کرو" ارحم فاطمہ کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے میں تیار ہوں کہاں سائن کرنے ہیں؟؟؟

وسیم کے چہرے پر فاتحانہ ہنسی واضح تھی۔ اور ارحم نے فاطمہ کو طلاق دے دی عین اس وقت مولوی صاحب بھی آگے اور نکاح کی تیاریاں ہو گئی۔

ارحم کے سامنے فاطمہ کا نکاح ہوا اور نکاح نامہ پر سائن کرنے کے بعد وہ بے ہوش ہو گئی۔

فورن ایک ڈاکٹر کا بندوبست کیا گیا اور ڈاکٹر نے بتایا "پریشانی کی کوئی بات نہیں سٹریس کی وجہ سے بلڈ پریشر کم ہو گیا ہے میں کچھ دوائی لکھ کر دے رہا ہوں آپ ان کو مکمل آرام کروائیے۔ اور ڈاکٹر چلا گیا۔ ارحم یہ سب دیکھ کے پریشان ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر کے جانے کے بعد وسیم نے ارحم کو مخاطب کر کے کہا اب تمہارا یہاں کوئی کام نہیں۔ اب تم جاسکتے ہو۔ اور ارحم دبے پاؤں پریشان حال واپسی کی راہ لیتا ہے۔

وسیم کا دوست اسے گھر چھوڑنے گیا۔ ارحم جب گھر پہنچا تو اس نے دروازے پر دستک دی۔ اس کی ماں نے کھولا تو فوراً اس سے چمٹ کر پوچھنے لگی:

"مہندی پر جانا ہے جلدی تیار ہو جاؤ میرے شہزادے کی منگنی ہے آج۔"

ارحم غصے میں بولا: "کسی کی مہندی نہیں ہے آج۔ میں طلاق دے چکا ہوں اسے" اور فورن دوڑ کر اپنے کمرے میں چلا گیا دروازے بند کر لیا۔ ارحم کی ماں نے فاطمہ کی ماما کو فون کر کے فاطمہ کے بارے میں پوچھا۔ اور بتایا کہ ارحم بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے پتہ نہیں اسے کیا ہوا ہے۔ اسی دوران فاطمہ کے گھر پر بھی دستک ہوئی۔ فاطمہ کا باپ دروازہ کھول

کر سامنے وسیم کو پاتا ہے۔ فاطمہ کا باپ نہایت ادب سے وسیم کو مخاطب کر کے بولا وسیم صاحب آپ؟ یہاں؟ کیسے؟ وسیم فاطمہ کے گھر جھانکا اور اعظم صاحب کو مخاطب کر کے بولا: "مہندی کے تیاریاں روک دیجیے۔ مجھے یہ سب پسند نہیں ہے میں صرف رخصتی لینے آیا ہوں۔ سب پریشان نظروں سے وسیم کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اعظم صاحب: "کیا مطلب میں سمجھا نہیں؟؟؟"

وسیم تھنڈی سانس بھرتے ہوئے: اب مجھے سارا سین دوبارہ رپیٹ کرنا پڑے گا مختصراً کہ میرا فاطمہ سے نکاح ہوا ہے لہذا آپ مجھے فوراً رخصتی کر دیں۔

فاطمہ کی ماں وسیم کو مخاطب کر کے بولی بیٹا یہ مذاق کا وقت نہیں ہے میری بیٹی کی رخصتی کا وقت ہے اور یہ آپ کیا بکواس کر رہے ہو؟ فاطمہ کا نکاح ارحم سے ہوا ہے اور رخصتی بھی ارحم کے ساتھ ہو گئی تم سے نہیں۔ آئی فاطمہ کا ارحم سے نکاح ہوا تھا اس سے طلاق ہو گئی ہے اور دوسرا نکاح بھی ہو چکا ہے۔ فاطمہ اب میری نکاح میں ہے وسیم نہایت ہی معقول اور پرسکون لہجے میں بولا۔ اسی وقت ارحم کی ماں اور بہن بھی پہنچ گئے اور وسیم کو دیکھ کر وہ فاطمہ کی چھوٹی بہن سے اس کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہے؟؟؟ فاطمہ اپنے کمرے میں جا چکی تھی اس کے منہ پر اداسی اور رونی شکل واضح تھی۔

فاطمہ کی بہن ارحم کی ماں کو کچھ نہیں بتاتی اور پریشانی کے عالم میں ارحم کی ماں فاطمہ کے پاس گئی اور پوچھتی ہے کہ ارحم کیا بول رہا ہے کہ اس نے تمہیں طلاق دے دی اس نے تم سے شادی نہیں کرنی؟ وہ تو جب سے آیا ہے خود تو کمرے میں بند کر کے بیٹھا ہے نہ ہی میری کسی بات کا جواب دے رہا ہے نہ کوئی بات کر رہا ہے میں بہت پریشان ہو رہی ہوں پلیز بیٹا تم مجھے بتاؤ کیا ماجرا ہے؟؟؟ وسیم بھی فاطمہ کی کمرے میں پہنچ گیا۔ اور اور بس ان کے پیچھے اعظم صاحب اور فاطمہ کی ماں فاطمہ کے چھوٹی بہن کے ہمراہ بھی پہنچ گئے۔ وسیم نے ارحم کی ماں کو مخاطب کیا اور بولا: آؤ پلیز۔ کیا

آپ یہ اپنا فیملی ڈرامہ میرے بعد جاری رکھ سکتے ہیں مجھے دیر ہو رہی ہے اور مجھے گھر جانا ہے آپ برائے مہربانی مجھے جلدی کر دے۔ فوراً بعد ار حم کی ماں بولی جی جی رخصتی کر دیں ہمیں گھر جانا ہے۔ اعظم صاحب بولے آپاوسیم اپنی رخصتی کی بات کر رہا ہے بقول اس کے ار حم فاطمہ کو طلاق دے چکا ہے اور فاطمہ نے وسیم سے نکاح کر لیا ہے۔

ار حم کی ماں اور ار حم کی بہن دونوں ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں۔ دونوں کی شکلوں پر کئی سوال عیاں تھے۔ ار حم کی ماں چلا کر بولی یہ سب ہو کیا رہا ہے؟ کیا کوئی ہمیں بتائے گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ لوگوں نے ہمیں بے وقوف سمجھا ہے؟ اور فاطمہ ساتھ بیٹھے چپ چاپ سب سن رہی تھی۔ اس کا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثرات سے خالی تھا۔

فاطمہ کی ماں وسیم کو مخاطب کر کے بولی بیٹا رخصتی مخصوص کی گئی دن ہی ہوگی لہذا آپ کل اپنے گھر والوں کے ساتھ آئیے گا اور رخصتی لے جائیے گا۔

نہیں میں آج ہی رخصتی لے کر جاؤں گا۔ آپ کو صرف ایک گھنٹے کا وقت دیتا ہوں جو تیاریاں کرنی ہے کر لیں اور ذرہ جلدی کریں۔ وسیم کے لہجے میں تھوڑی تلخی واضح تھی۔

اعظم صاحب: "بیٹا! بات کو سمجھو۔ کل آپ آ جانا ہم رخصتی کر دیں گے۔ ایسے اچانک نہیں ہوتا۔ بیٹی کا معاملہ ہے۔ دنیا کی رسمیں ادا کرنا ہوتی ہیں۔ کچھ ہماری عزت کا بھی خیال کرو۔

وسیم نے کہا انکل! میں آپ کی عزت کرتا ہوں کل دوپہر تک آ جاؤں گا ابھی چلتا ہوں۔ مجھے امید ہے آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔ ار حم کی ماں اور بہن بھی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ گھر صرف کچھ ہی منٹ کی مسافت پر تھا۔ تھوڑی دیر بعد ار حم کی ماں کا فون آیا: اعظم بھائی کیا آپ میرے گھر آ سکتے ہیں مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے ار حم کے کمرے سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی ہے۔ میں بہت پریشان ہو رہی ہو۔ فاطمہ مہندی والا جوڑا پہنے اپنے بستر پر بیٹھی تھی۔ اس کا چہرہ ابھی بھی تاثرات سے خالی تھا۔ ار حم کی خبر سن کر وہ تھوڑی سی پریشان ہوئی لیکن اس کے

چہرے پر کسی بھی قسم کے تاثرات نمایاں نہیں تھے آنکھوں سے چھوٹے چھوٹے آنسو نیچے اس کی رخسار پر گرے۔ پریشانی کے عالم میں اعظم صاحب فاطمہ کی ماں اور اس کی بہن کو لے کر ارحم کے گھر گئے۔ فاطمہ بھی ارحم کو کال کرتی ہے لیکن ارحم کا فون بند تھا۔ فاطمہ بھی کمرے سے نکل کر ارحم کے گھر جانا چاہتی ہے لیکن فاطمہ کی ماں نے اس کو روک دیا اور کہا بیٹا! رک جا۔

اس جملے نے فاطمہ پر خنجر کا کام کیا اور وہ رونے لگی۔ اعظم صاحب نے باہر دروازے پر پہنچ کر فاطمہ کی ماں کو آواز دی لیکن فاطمہ کی ماں ان سے کہتی ہے میں فاطمہ کے پاس ہی رکھتی ہوں آپ علیشبہ (فاطمہ کی چوٹی بہن) کو لے جائیں۔ علشہ بھی اپنے بابا کے پاس پہنچ گئی اور وہ دونوں ارحم کے گھر کے لیے نکل گئے۔

فاطمہ کی ماں نے فاطمہ کو ٹھنڈا گلاس پانی دیا جس سے وہ پرسکون ہو جائے اور وہ اس سارے معاملے کے بارے میں حقیقت دریافت کر سکے۔ فاطمہ پرسکون لہجے میں ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اپنی ماں کو ساری داستان سناتی ہے۔ فاطمہ اور اس کی ماں دونوں رونے لگے۔ فاطمہ کی ماں فاطمہ کو تسلی دیتی ہے۔ اعظم صاحب دوڑتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور فاطمہ کی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے پریشان لہجے میں بولے: ارحم نے خودکشی کی کوشش کی ہے چلو ہمیں فوراً ہسپتال جانا ہے۔ فاطمہ نے بھی جانے کی اجازت مانگی لیکن اعظم صاحب نے اس کو منع کر دیا۔ ہسپتال پہنچ کر پتہ چلا کہ ارحم کی نبض کٹنے کی وجہ سے بہت سا خون ضائع ہو چکا ہے۔ اور جسم میں خون کی کمی ہو چکی ہے۔ اس کی جان بچانے کے لئے ہمیں جلد از جلد خون کا انتظار کرنا ہو گا۔ علشہ بولی ارحم بھائی اور فاطمہ آپ کی کا بلڈ گروپ ایک جیسا ہے۔ اعظم صاحب ہچکچاتے ہوئے لیکن۔۔۔ وہ کچھ بولنا چاہتے تھے لیکن ڈاکٹر نے بات

کاٹتے ہوئے کہا تو فوراً انہیں بلائیے ان کی زندگی خطرے میں ہے۔ پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ فاطمہ بنا کسی کو بتائے وہاں پہنچ گئی۔ اعظم صاحب اس کے پاس گئے کہ میں نے منع کیا تھا

لیکن ارحم کی ماں اس کو کہتی ہے کہ مجھے تمہارے خون کی ضرورت ہے میرے بیٹے کی زندگی کا سوال ہے کہ تم میرے بیٹے کی مدد کرو گی۔ کیا تم ارحم کو اپنا خون دو گی۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ اعظم بھائی آپ اس سے کہیں۔ فاطمہ نے خون دینے کے لیے رضامندی ظاہر کی اور ارحم کی جان بچ گئی۔ ارحم کی ماں اور اعظم صاحب کو فاطمہ کی ماں وسیم اور فاطمہ کے درمیان رشتے کو بیان کیا۔ اور حرف با حرف ساری کہانی ان دونوں کو بتادی۔ یہ سب سن کر اعظم صاحب قدم لڑکھڑائے اور قدم ڈگمگانے لگے جبکہ ارحم کی ماں کہ ہوش باختہ ہو گئے۔

فاطمہ جب ارحم کو ملنے ہسپتال کے وارڈ میں گئی تو ارحم نے اسے دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ ماحول میں بے پناہ سوگواریت تھی۔ ارحم کو ناراض دیکھ کر فاطمہ بنا کچھ کہے واپس مڑی پھر ارحم نے اس کو آواز دے کر روکا اور صرف ایک جملہ اپنے منہ سے ادا کیا: "فاطمہ سدا خوش رہو"۔ یہ یہ جملہ سنتے فاطمہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا اور وہ بنا کسی کو کچھ کہے باہر دروازے کی طرف دوڑی۔ دروازے پر پہنچ کر اسے یاد آیا کہ وہ اپنا پرس اندر ہو اسپتال میں ہی چھوڑ آئی ہے۔ وہ اپنا پرس لینے گئی تو اعظم صاحب نے کہا چلو میں گھر چھوڑ کے آتا ہوں۔ وہ رات فاطمہ اور ارحم دونوں کے گھر والوں پر بہت ہی بھاری تھی۔

اگلے دن وسیم اتمہ کو لینے آیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی اعظم صاحب اور فاطمہ کی ماں نے اسے رخصت کر دیا۔

وسیم فاطمہ کو لے کر گھر گیا۔ وسیم نے فاطمہ سے نکاح اپنے والدین کی مرضی کے بغیر کیا تھا لیکن اپنے بیٹے ضد کو دیکھ کر وسیم کے ماں باپ مان گئے۔ شادی کی پہلی رات وسیم جب کمرے میں گیا تو اس نے فاطمہ کو مخاطب کر کے کہا: "آج میں نے تمہیں حاصل کر لیا ہے میں آج بہت خوش ہوں۔ اب تم صرف میری ہو۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں الگ نہیں کر سکتی

اب ہم دو جسم ایک جان ہوں گے۔

فاطمہ نے جواب دیا: "خود سے حاصل ہونے والی خوشی کبھی بھی حقیقی خوشی کا مزہ نہیں دے سکتی۔ تم نے اپنی ضد بنا پر مجھے حاصل کیا ہے لیکن یاد رکھنا میں کل بھی ارحم کی تھی آج بھی ہوں اور ہمیشہ رہوں گی۔

وسیم فاطمہ پر بلا وجہ کارعب ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن فاطمہ اسے کھڑا اور فوراً جواب دے رہی تھی۔ شروع دن سے ہی وسیم کالج فاطمہ کی طرف سے بہت ہی رعب ڈالنے والا تھا۔ اور اسی طرح فاطمہ کالج بھی اکھڑا اکھڑا رہتا تھا۔ فاطمہ کسی سے بات کرنے کسی سے گھٹنے ملنے کی بجائے چپ چاپ رہنے کو ترجیح دیتی تھی اور الگ کمرے میں خود کو تنہا تنہا رکھتی تھی۔

فاطمہ کی رخصتی کے چند دنوں بعد ہی ارحم ملک سے باہر چلا گیا۔ وہ فاطمہ کے بارے میں سب کچھ بھولنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کو رہ رہ کر صرف فاطمہ کا ہی خیال آتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ایک سال مکمل کرنے کی بجائے اس سال پہلے واپس آ گیا۔ اور اس کے واپس آتے ہیں ارحم کی ماں اس کی دوسری شادی کروانے کا سوچا۔ اور اس بارے میں وہ ارحم سے بات کی۔ ارحم نے اس بارے رضامندی ظاہر کی۔ اور کچھ ہی دنوں میں ایک اچھا رشتہ مل گیا۔ شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ اور شادی کا بلا و فاطمہ کو بھی دیا گیا۔ ارحم کی بارات والے دن فاطمہ نے وسیم سے کہا کہ ہمیں شادی پر جانا چاہیے جس پر اس نے صاف منع کر دیا۔ اس بات پر وسیم اور فاطمہ کے درمیان خاصی تلخ کلامی ہوئی۔ جب فاطمہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو اس نے وسیم کو ایک سانس میں ایسا جواب دیا کہ وسیم اس کے سامنے کچھ نہ کھول پایا: "بچپن میں بابا کے ساتھ جاتے ہوئے میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور میرا بہت سا خون ضائع ہو گیا تھا اور ارحم نے مجھے خون دیا۔ اور میری جاں بچائی تھی۔ اس نے مجھ پر احسان کیا تھا۔ اور اب تمہاری وجہ سے اس نے خود کشی کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنی نبض کاٹ لی تھی اس کا بہت سا خون ضائع ہو گیا تھا۔ اس کو میں نے خون دیا۔ انسانیت، محبت

اور اس کا احسان اتارنے کی غرض سے میں نے بھی اس کو خون دیا۔ جانتے ہو اس کا مطلب کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں میں ایک دوسرے کا خون ہے جو محبت کی آگ ہمیشہ بھڑکاتا رہے گا تم ہم دونوں کو چاہے کتنا ہی دور کر لو ہم دونوں میں کتنی غلط فہمیاں پیدا کر دو لیکن ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے رہیں گے۔" بالآخر فاطمہ نے وسیم کو صرف بتایا اور ڈرائیور کے ساتھ ارحم کی برات میں شرکت کے لیے چلی گئی۔ بارات سے واپس آنے کے بعد وسیم اور فاطمہ میں دوبارہ تلخ کلامی ہوئی اور یہ بہت شدید تلخ کلامی تھی۔ ارحم کی شادی ہونے کے بعد فاطمہ کے لہجے میں تھوڑی نرمی ظاہر تھی۔ شادی کے بعد وسیم اپنی بیگم کو لے کر دوبارہ ملک سے باہر چلا گیا۔ فاطمہ کو بھی یہ احساس ہو چکا تھا کہ وسیم ہی اس کی قسمت میں ہیں اور وسیم کے ساتھ زندگی گزارنا اس کے نصیب میں لکھا ہے۔ اب ارحم کی شادی ہو چکی ہے اور اسے اپنی بیوی کے ساتھ خوش رہنا چاہیے اور مجھے وسیم کے ساتھ خوش رہنے کے لیے کوشش کرنا ہوگی۔ جو کچھ بھی ہوا اچھا یا برا اب میرا وسیم سے نکاح ہو چکا ہے مجھے اسے اپنے شوہر کے حیثیت سے قبول کرنا ہوگا۔ مجھے اب شاید ارحم کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے۔ فاطمہ نے تقریباً پانچ سال وسیم کی زوجگی میں گزارے۔ ان پانچ سالوں میں کئی واقعات ایسے گزرے جن میں سے کچھ یہ ہیں: وسیم کو دوستوں کے ساتھ پارٹی کرنے کا بہت شوق تھا وہ اکثر رات دیر سے گھر آتا اور بغیر کچھ کہے بغیر کچھ کسی سے بات کیے کمرے میں جا کر سو جاتا تھا۔ شراب نوشی اور لڑکیوں کے ساتھ عیاشی اس کا معمول تھا۔ آخر وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھا یعنی بگڑی اولاد۔ وہ شرط اور جوئے میں لاکھوں روپے لگا چکا تھا۔ لیکن اس بات کی کسی کو بھی کانوں کان خبر نہیں تھی۔ وسیم کے سر پر تقریباً 40 لاکھ کا قرض تھا۔ جو اس نے اپنے دوستوں سے لے کر جوئے میں ہارا تھا۔ ایک دن وسیم کی طبیعت بہت خراب ہوئی جب ڈاکٹر کے پاس گیا تو ڈاکٹر نے بتایا کہ اس کے گردے بالکل ناکارہ ہو چکے ہیں۔ ان کو جلد از جلد تبدیل کرنا ہوگا۔ وسیم یہ جان چکا تھا کہ یہ سب شراب نوشی اور نشہ آور اشیاء کے استعمال سے ہوا ہے۔ وسیم اس بات کا ذکر

اپنے والدین سے نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اس سے اس کے والدین کو بہت دکھ ہو گا اور وہ اپنے کاروبار میں سے وسیم کا حصہ بھی نہیں دیں گے۔ کیونکہ وسیم الٹے کام میں پڑھ چکا تھا اور وسیم کے والدین شاید یہ سوچتے تھے کہ کہیں بس وسیم جوئے میں اپنا کاروبار بھی نہ ہار دے۔

ایک دن وسیم کا دوست وسیم کے والد سے ملنے ان کے دفتر گیا۔ اس نے وسیم سے تقریباً پندرہ سے بیس لاکھ روپے لینے تھے۔ اس بات کا سن کر وسیم کے والد کو بھی بہت حیرانی ہوئی۔ وقار صاحب (وسیم کے والد) نے چالیس لاکھ روپے اس وسیم کے دوست کو دیے اور کہا جس جس کو بھی میرے بیٹے نے قرضہ دینا تھا تم اسے واپس کر دینا۔ اور اگر اب وسیم جوا، نشہ یا کچھ بھی الٹا سیدھا کام کرے تو پلیز مجھے مجھے بتانا میں تمہارا احسان مند رہوں گا۔

وسیم کا دوست وہ پیسے لے کر چلا گیا۔ شام کو وسیم جب گھر آیا تو وقار صاحب نے وسیم کو بلایا اور مخاطب کرتے ہوئے غصے سے بولے: آگئے آپ صاحب جی!۔ وسیم نے ہاں میں سر ہلایا۔ کچھ دن پہلے آپ ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے تھے کیا کہا انہوں نے؟ وسیم کی ماں یہ سن کر پریشان ہو گئی۔ اور اٹھ کر وسیم کے چہرے پر ہاتھ ملتے ہوئے بولی کیا ہو گیا میرے لال کو کیا ہو گیا؟ وقار صاحب جوا بھی تک صوفے پر بیٹھے تھے اب اٹھ کر بولے: صاحبزادے کو جوئے اور شراب نوشی کی لت لگ چکی ہے۔ اور کچھ دن پہلے ان کی طبیعت بہت ناساز تھی جب ڈاکٹر کے پاس گئے تو ڈاکٹر صاحب سے معلوم ہوا کہ ان کے گردے خراب ہو چکے ہیں جن کو جلد از جلد تبدیل کرنا ہو گا۔ ورنہ ان کی زندگی کو خطرہ ہے۔ اور صرف یہی نہیں صاحبزادے جوئے میں 40 لاکھ روپے کے مقروض ہو چکے ہیں اور نہ جانے کتنے ہار چکے ہیں۔ وسیم خاموشی سے کھڑا یہ سب سنتا رہا اور ایک دم اچانک بولا: یہ سب آپ کو کس نے بتایا؟ جس نے بھی بتایا ہے مجھے لیکن تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تم ہماری اکلوتی اولاد ہوں میرے پورے بزنس انڈسٹری کے تم اکیلے وارث ہو۔ کیا

تمہیں ذرا بھی اندازہ ہے کہ تم نے کیا کیا ہے۔ تم نے جوئے میں اپنی زندگی کو داؤ پر لگایا ہے شراب نوشی کی وجہ سے تمہاری زندگی خطرے میں ہے۔ اک تم ہی ہمارے جینے کا واحد سہارا تھے۔ وقار صاحب نے چلا کر وسیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "پلیز ڈیڈ پلیز میرے سامنے یہ ڈرامہ مت کریں پلیز"۔ وسیم اس طرح بات کر رہا تھا جیسے وقار صاحب کی باتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں تھا۔ آپ کو ضرور یہ سب فاطمہ نے بتایا ہو گا۔ اور وہ اپنے کمرے میں چلا گیا فاطمہ وہاں پہلے سے موجود تھی وسیم دروازہ بند کر کے فاطمہ سے جھگڑا کرنے لگا۔ وسیم فاطمہ پر ہاتھ اٹھانے لگا لیکن فاطمہ نے اسے دھکا دیا اور دروازہ کھول کر باہر آگئی۔۔ غصے سے تمللاتا وسیم بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر آگیا۔ "فاطمہ نے مجھے کچھ نہیں بتایا تمہارا دوست میرے آفس میں آیا تھا مجھے اس سے یہ سب باتیں پتا چلیں ہیں۔" وقار صاحب نے وسیم کو ایک سانس میں جواب دیا۔ وہ فاطمہ کو وسیم سے بچا رہے تھے۔ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ کیا واقعی آپ کو فاطمہ نے کچھ نہیں بتایا میرا دوست آپ کے آفس میں آیا تھا؟ وسیم کا لہجہ سوالیہ تھا۔ اس کے لہجے میں فاطمہ کے لیے شک تھا۔ وسیم کا غصہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا گیا۔ اور بہت زیادہ غصہ کرنے کی وجہ سے اس کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی جس سے ایمر جنسی میں ہو سٹیٹل شفٹ کرنا پڑا۔

وسیم سمجھ چکا تھا کہ اب اس کی زندگی جینے کی کوئی امید باقی نہیں ہے۔ اور اسے فاطمہ پر کی جانے والی زیادتی اور ظلم وقفے وقفے سے یاد آنے لگے۔ وقار صاحب نے وسیم کا علاج کرانے کے لیے پانی کی طرح پیسے خرچ کیا۔ لیکن افاقہ نہ ہونے کے مترادف تھا۔ وسیم بھی یہ بات سمجھ چکا تھا کہ اس کا علاج نہ ممکن ہے۔ اور فاطمہ کے بارے روز بروز کڑھتا تھا۔ اس کو خود سے نفرت ہونے لگی تھی۔ وہ بار بار فاطمہ کو اپنے پاس بلاتا اور اس سے معافی مانگتا۔

حالانکہ اس کو معلوم تھا کہ فاطمہ کے دل میں اس کے لیے کوئی نفرت، بغض یا عداوت نہیں تھی۔ اس کا دل و دامن پاک صاف تھا۔ ہاں اکثر ان کے درمیان جھگڑا ہوتا تھا لیکن فاطمہ نے ہمیشہ درگزر کیا۔ ایک رات وسیم نے فاطمہ کو

اپنے پاس بلوایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر رونے لگا۔ یہ دیکھ فاطمہ کا دل بھی اضطراب کا شکار ہوا اور وہ بھی دل ہی دل میں خون کے آنسو رونے لگی۔ اس کا چہرہ جذبات، احساسات اور تاسرات سے خالی تھا۔ وسیم نے اپنے آنسو صاف کیے اور فاطمہ پر رعب دار لہجے میں بولا: "میں نہیں جانتا کہ میرے پاس کتنا وقت ہے۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑ کر اپنی غلطی کی معافی چاہتا ہوں۔ تم دو محبت کرنے والوں کو الگ کرنے کا گناہ، تم پر بلا وجہ کی سختی کرنے کا گناہ، تمہاری زندگی برباد کرنے کا گناہ، اور نہ جانے کون کون سے گناہ کبیرہ کیسے میں نے۔ تم مجھے معاف کر دو۔ نہ جانے خدا بھی مجھے معاف کرتا ہے یا نہیں" ماحول جوں بچوں سو گوار ہوتا جا رہا تھا۔ فاطمہ بات کاٹتے ہوئے گویا ہوئی: "وسیم آپ میرے شوہر ہیں۔ میرے مجازی خدا ہیں۔ میری زندگی میں میرا مقدر شاید آپ کے ساتھ لکھا تھا۔ اور شاید اسی میں ہی خدا نے ہم دونوں کے لیے بھلائی رکھی ہوئی تھی۔ میں اس بات کو خدا کا فیصلہ سمجھ کر تسلیم کر چکی ہوں۔ آپ بھی اس بات کو مان لیں۔ میں آپ سے کبھی خفا نہیں تھی اور آپ کو معاف کر چکی ہوں۔" فاطمہ ٹھنڈی سانس لیتی ہے اور وسیم کی آنکھوں میں آنسو جاری ہیں۔ "رہی بات خدا کی تو اس نے قرآن میں فرما دیا ہے کہ اگر تم سچے دل سے توبہ کرتے ہو تو میں تمہارے سارے گناہ معاف کر دوں گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں یا آسمان اور زمین کے درمیان خلاء کے برابر" فاطمہ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ فاطمہ واپس وارڈ روم سے باہر جانے لگی تو درمیان میں ہی گر گئی۔ وسیم نے بوکھلائی آواز کے ساتھ ڈاکٹر کو بلایا ہے لیکن کوئی جواب نہ ملنے کی وجہ سے وہ بستر سے اٹھ کر فاطمہ کے پاس گیا اور اس کو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ اتنے میں ڈاکٹر دوسرے روم کے ساتھ وارڈ میں داخل ہوا اور وسیم کو اور فاطمہ کو اس حالت میں دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ ایک نرس نے وسیم کو بستر پر لیٹایا اور دوسری نے ڈاکٹر صاحب کے مشورے کے مطابق فاطمہ کو ایمر جنسی روم میں شفٹ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فاطمہ کا معائنہ کیا۔ اتنی دیر میں وقار صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ آگے۔ ڈاکٹر نے انھیں بتایا کہ "ان کو کمزوری ہوئی ہے۔ زیادہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ اور

دوسری اور سب سے اہم بات جو خوشی کی ہے وہ یہ کہ فاطمہ بیٹی ماں بننے والی ہے۔ مبارک ہو۔" اور ڈاکٹر چلا گیا۔ وقار صاحب جب وسیم سے ملنے اس کے کمرے میں گئے تو وسیم نے بے ساختہ ہو کر پوچھا: فاطمہ کیسی ہے؟ وسیم کا باپ اور ماں دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ یہ خوش خبری وسیم کو کون سنائے اور وسیم کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس نے دوبارہ پوچھا: "فاطمہ کہاں ہے۔ طبیعت کیسی ہے اس کی؟" اور چلانے لگا: "ڈاکٹر۔ ڈاکٹر۔ ڈاکٹر۔ آخر دونوں ایک زبان ہو کر بولے: "تم باپ بننے والے ہو۔ اور وقار صاحب چپ ہو گئے۔ وسیم کی ماں نے بتایا کہ اب فاطمہ ٹھیک ہے۔ پریگنسی کی وجہ سے کمزوری ہو گئی تھی۔ لیکن اب پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ تم ریلیکس کرو۔ اور رات کافی ہو چکی ہے تم سو جاؤ۔ صبح فاطمہ سے مل لینا۔

ارحم جو کہ ملک سے باہر جا کر سیٹل ہونے کی کوشش میں تھا اور روزانہ رات کو کچھ نہ کچھ وقت فاطمہ کی یاد میں گزارتا تھا۔ اگرچہ وہ جانتا تھا کہ فاطمہ سے اب اس کی ملاقات صحیح نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ کچھ نہ کچھ لمحے فاطمہ کی یاد میں گزارتا تھا۔ دو سالوں وہ ملک سے باہر رہا۔ لیکن شاید ہی کوئی ایسا دن ہو جس دن اس نے فاطمہ کے بارے میں نہ سوچا ہو۔ ارحم کی بیوی بہت نیک دل اور شریف خاتون تھی۔ وہ ارحم کا بہت زیادہ خیال رکھتی تھی۔ اس کی خواہشات، اور اس کے جذبات کا خیال رکھتی تھی۔ لیکن ابتدائی چند ماہ میں ارحم کی اس سے نہ بن سکی۔ ارحم کا لہجہ اپنی بیوی کے ساتھ بہت اکھڑا اکھڑا تھا۔ لیکن وقت کے بدلنے کے ساتھ حالات بھی بدل گئے اور آپس میں محبت پیدا ہونے لگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس محبت کے صلے میں بہت جلد ان کو ایک بیٹے سے نوازا۔ دونوں کی زندگی نہایت حسین اور خوشی سے بسر ہو رہی تھی۔ ایک دن رات کے وقت جب ارحم فاطمہ کے خیالوں میں گم تھا علیزے (ارحم کی بیوی) اس کے پاس آئی۔ اور نہایت ادب سے مخاطب ہو کر بولی: "انسان چاہے جتنی بھی کوشش کر لے لیکن پہلی محبت نہیں بھلا سکتا اسے

وقت اور حالات کے ساتھ خود کو ڈھال دینا چاہیے اور خود کو بدلنا چاہیے۔ دنیا میں صرف وہی رہ سکتا ہے جو صرف آگے کی طرف دیکھے۔ گزرے وقت کو ماضی کا ایک پہلو سمجھ کر بھول جائے۔ لیکن میں جانتی ہوں فاطمہ کو بھلانا آپ کے لئے آسان نہیں ہے لیکن آپ کو ایسی کوشش کرنی ہوگی۔ ہماری شادی کو تین سال ہو چکے ہیں۔ اور ابھی تک آپ نے فاطمہ کو بھلایا نہیں ہے۔ یہ اس چیز کا واضح ثبوت ہے کہ آج بھی آپ فاطمہ سے اتنی ہی محبت کرتے ہیں جتنی آپ پہلے کرتے تھے۔ وسیم چپ چاپ خاموشی سے بیٹھا یہ سب سن رہا تھا۔ اور ایسے تاثرات پیش کر رہا تھا کہ اسے ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ ان باتوں کو اگنور کر رہا تھا۔ علیزے نے اپنی بات جاری رکھی تو ارحم نے بات کاٹتے ہوئے کہا کہ فاطمہ کو بھول چکا ہوں میری زندگی میں اب صرف تم ہو۔ یہ سچ ہے کہ فاطمہ کے لیے میرے دل میں جو مقام ہے وہ کسی کو نہیں دے سکتا لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میرے دل میں تمہارے لئے بھی مقام ہے۔ ایک خاص مقام۔ تم صرف میری ماں باپ کی پسند ہی نہیں بلکہ میری بیوی اور میرے بچے کی ماں بھی ہوں۔ فاطمہ سے بچھڑنے کا مجھے غم تو ہے لیکن میری زندگی میں تمہارا آنا میری خوش قسمتی ہے۔ اب تو خدا نے ہمارے رشتے کو ہمارے بیٹے کی وجہ سے وہ مضبوط کر دیا ہے۔ کل جب میں کام سے واپس آؤں گا تو تم تیار رہنا ہم باہر کھانا کھانے چلیں گے۔ اور وہ جا کر سو گئے۔ اگلے دن کے بعد ارحم واپس آیا تو علیزے اور اس کا بیٹا پہلے ہی تیار تھے۔ ارحم نے بھی کپڑے چینج کیے اور وہ سب گاڑی میں بیٹھ کر کھانا کھانے کے لئے باہر چلے گئے۔ کھانا کھا کر واپسی کی راہ میں ارحم کی گاڑی کا ٹرک کے ساتھ حادثہ پیش آیا۔ ٹرک نے گاڑی کو ٹکرا کر علیزے والی سائیڈ سے ماری تھی۔ اس وجہ سے ارحم کی بجائے علیزے کو زیادہ چوٹ لگی۔ حادثے میں علیزے اور اس کا بیٹا دونوں بری طرح زخمی ہوئے۔ ارحم کو بھی بہت زیادہ چوٹ لگی۔ اور گاڑی تو بالکل کباڑ بن گئی۔ جائے وقوعہ پر موجود مقامی افراد نے ارحم، علیزے اور اس کے بیٹے کو ہسپتال پہنچایا۔ اسپتال پہنچے تو پتہ چلا کہ راحم (ارحم کا بیٹا) زندگی کی بازی ہار چکا ہے۔ اس ننھے معصوم کی موت پر علیزے بھی بہت زیادہ صدمے میں چلی گئی دو

دن قومہ میں گزارے اور انتقال کر گئی۔ یہ ارحم کی زندگی کا دوسرا بڑا صدمہ اور ایسا واقعہ تھا جسے بھولے نہ بھلایا جاسکے تھا۔ کچھ دن ہاسپٹل میں گزارنے کے بعد ارحم صحت یاب ہوا تو اسے بتایا گیا کہ وہ حادثہ اتنا شدید تھا کہ اس حادثے کی وجہ علیزے اور ارحم دونوں انتقال کر چکے ہیں۔ اس حادثے اور اس خبر کو سننے کے بعد رونا چاہتا تھا لیکن اسے کسی کا کندھا میسر نہیں تھا۔ وہ مرنا چاہتا تھا۔ آخر کیوں اس کی زندگی میں اتنے مسائل ہیں؟۔ آخر کیوں جب اسے خوشی ملنے شروع ہوتی ہے غم میں بدل جاتی ہے؟۔ آخر یہ اسی کے ساتھ ہی کیوں ہوتا ہے؟ یہ اور اس جیسے بہت سے سوال اس کے ذہن میں ابھر رہے تھے۔ اس نے واپس پاکستان آنے کا فیصلہ کیا۔ اب اس کی زندگی کا مقصد صرف اس کے والدین تھے۔ اس حادثے کی خبر ارحم کے والدین کو مل چکی تھی۔ اور فاطمہ کے والدین بھی اس خبر سے باخبر نہیں تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حادثے کی خبر فاطمہ کو بھی ہو چکی تھی۔ فاطمہ کے دل میں ارحم کے لیے ہمدردی تھی۔ خاموش اور دل ہی دل میں اسے ارحم کے لیے افسوس تھا۔ لیکن وہ صرف اپنے دل کو ہی تسلی دے سکتی تھی۔ یہ سب حالات اور واقعات وسیم کے ہسپتال میں ایڈمٹ ہونے سے پہلے کے ہیں۔

ارحم جب پاکستان واپس آیا تو اسے فاطمہ کے بارے میں پتہ چلا وسیم کے بارے میں سن کر بہت افسوس ہوا۔ اور وہ یہ سوچنے لگا کہ شاید فاطمہ اور میں ہماری قسمت میں خوشی ہے ہی نہیں۔

دوسری طرف فاطمہ کی طبیعت خراب تھی۔ اور ڈاکٹر نے اسے ماں بننے کی خوشخبری دی تھی۔ وسیم اس خبر پر بہت خوش تھا۔ لیکن اپنی حالت کو بھی جانتا تھا۔ اس کے گردوں کو مکمل طور پر ناکارہ ہو چکے تھے اور انھیں جلد از جلد تبدیل کرنا تھا۔

فاطمہ کی خبر سننے کے کچھ دن بعد ڈاکٹر ایک دن وقار صاحب سے ملے اور بتایا کہ "ہمیں بہت دوڑ دھوپ کرنے کے بعد

صرف ایک گروہ ملا ہے۔" وقار صاحب نے بے ساختہ کھا "تو آپ جلدی آپریشن کریں کس چیز کا انتظار ہے آپ کو؟" ڈاکٹر نے بتایا کہ "ہمیں جو گروہ ملا ہے اس میں اور وسیم کی باڈی میں صرف 80 فیصد ہی ٹیشو ملتے ہیں۔ اس کو جسم میں لگانے کے بعد اگر جسم نے اس کو اپنا حصہ سمجھا تو آپ کے بیٹے کی جان بچ سکتی ہے۔

لیکن۔۔۔۔ اور خاموش ہو گیا۔ "لیکن کیا؟ کوئی مسئلہ ہے۔ پیسوں کا مسئلہ ہے؟ بتائیے کیا مسئلہ ہے؟" ارے! نہیں نہیں، پیسوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر وسیم کے جسم نے اس گروہ کو اکسپٹ نہیں کیا تو آپ کے بیٹے کی جان بھی جاسکتی ہے۔ اور اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہوں گے۔ اگر آپ آپریشن کروانا چاہتے ہیں تو ساری ذمہ داری آپ کی ہوگی اور آپ کو اس پیپر پر دستخط کرنے ہوں گے۔" ڈاکٹر ایک سٹیپ پیپر وقار صاحب کی طرف بڑھاتا ہے۔ وقار صاحب نے وہ پیپر لیا، پڑھا اور اپنی بیوی کے پاس چلے گئے۔ باہمی مشاورت سے دونوں نے فیصلہ کیا کہ آپریشن ہو گا۔ اور اس فیصلے میں فاطمہ کی ہاں بھی شامل تھی۔ وقار صاحب نے دستخط کیے ہوئے پیپر کو ڈاکٹر کی فیس کے ساتھ ریسپشن پر جمع کروادیئے۔ اور آپریشن کے لیے 2 دن بعد کا ٹائم ملا۔ آپریشن کی شرائط کا وسیم کو بھی علم تھا۔ اور وہ اس بات کو مان چکا تھا کہ میں اب مروں گا۔ میری زندگی صرف یہیں تک تھی۔ میرے بعد نہ جانے فاطمہ کیا کرے گی۔

آپریشن سے ایک دن قبل ارحم اپنی ماں کے ساتھ وسیم کی تیمارداری کے لیے آیا۔ وہ فاطمہ کی حالت کو دیکھ کر بہت حیران اور پریشان ہوا۔ وہ لڑکی جو اپنے کپڑوں پر کوئی داغ نہیں لگنے دیتی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کئی دن سے نہائی ہی نہیں ہے۔ میلے پرانے کپڑے اس نے زیب تن کیے ہوئے تھے فاطمہ بھی اپنی حالت کو جانتی تھی تو فوراً جا کر منہ ہاتھ دھو کر آئی تاکہ کچھ تو صاف ستھری لگے۔ وہ دونوں (ارحم اور فاطمہ) ایک دوسرے کو دیکھ کر کھل اٹھے تھے۔ جیسے ایک مرجھائے ہوئے پھول پر پانی کا قطرہ قوت بھرا ہوتا ہے۔ ویسے ہی دونوں میں ایک نئی جینے کی امید ابھر آئی

تھی۔ ار حم و سیم سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کے لہجے سے یہ واضح تھا کہ اس کے دل میں و سیم کے لیے کوئی بغض نہیں تھا۔ اور یہ حقیقت بھی تھی۔ لیکن اسے فاطمہ کی حالت پر رحم آرہا تھا۔

فاطمہ کے والدین بھی ملنے آئے۔ لیکن فاطمہ کی حالت دیکھ زیادہ دیر نہ بیٹھے اور چلے گئے۔

ار حم کی ملاقات و سیم کے لیے خنجر ثابت ہوئی۔ اسے اپنے آپ سے نفرت ہو رہی تھی۔ کہ اس نے طاقت کے نشے میں دو محبت کرنے والوں کو الگ کر دیا۔ صرف اپنی ضد کی تکمیل کے لیے۔ یہ باتیں سوچ سوچ کر اس کی طبیعت مزید خراب ہو گئی۔ اور بلڈ پریشر بڑھ گیا۔ جس سے اس کی جان پر بن آئی۔ اس کے والدین ہی نہیں فاطمہ بھی اس کی صحت کے لیے دعا گو تھی۔ آخر وہ اس کا شوہر تھا۔ اس کا مجازی خدا۔

ار حم جو و سیم سے مل کر گیا تھا اس کے بارے میں پریشان تھا۔ اور دعا گو تھا۔ شام میں جب وہ اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا تو باتوں باتوں میں فاطمہ کی بات نکلی۔ ایک دوست نے کھا کے میں نے سنا ہے "و سیم کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے۔ اور جان خطرے میں ہے؟ دوسرے نے کہا "پاکستان آنے کے بعد کیا تو فاطمہ سے ملا؟ یہ سوال ایسے تھے جن کا جواب ار حم نہیں دینا چاہتا تھا۔ بحر حال اس نے کہا "ہاں و سیم کو دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اور کل جب و سیم کی تیمارداری کے لیے گیا تھا تب فاطمہ کو دیکھا۔ وہ اب وہ نہیں رہی جو وہ پہلے تھی۔ خوش مزاج، ہنس کربات کرنے والی، بچپن کی شرارتوں میں ماہر، وہ اب مکمل طور پر بدل چکی ہے۔ اور اس کی یہ حالت میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیا ہر لڑکی شادی کے بعد بدل جاتی ہے۔ اس کی آواز اور لہجہ ظاہر کر رہا تھا کہ ار حم رو رہا ہے۔ کیا اس کو کوئی حق نہیں ہوتا کہ وہ کوئی ایسی چیز اپنے پاس رکھ لے جو وہ اپنے میکے سے لائی ہو؟ آخر کیوں ایسا ہوتا ہے یار؟ کیوں؟ وہ فاطمہ جس پر اگر کوئی پانی کا قطرہ ڈال دے تو وہ اس پر تھنڈے پانی کا گلاس ڈالتی تھی آج اس کی آنکھوں میں میں نے آنسوؤں کا ایک گہرا سمندر دیکھا

ہے۔ اور وہ بالکل خاموش تھی۔ مجھے دیکھتے ہی جس کا چہرہ کھل جاتا تھا آج وہ مجھ سے نظریں چرا رہی تھی۔ ایک بار میں نے اس کے بال خراب کر دیے تو وہ دودن تک قینچی لے کر میرے پیچھے بھاگتی پھر رہی تھی اور آج اس کے بل بکھرے ہوئے تھے لیکن اس کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ ایک دوست نے پانی کا گلاس پیش کیا اور ارحم وہ پی کر جانے لگا۔ دوست نے رکنے کا کہا تو دوسرے نے کہا نہیں ابھی اس کو جانے دو۔ کچھ وقت اکیلا رہے گا تو سنبھل جے گا۔ چلو ہم بھی ابھی چلتے ہیں اور پھر کبھی آئیں گے۔

آپریشن سے ایک رات قبل وسیم نے فاطمہ کو بلایا۔ بلڈ پریشر میں زیادتی اور گردے کے مسائل کی وجہ سے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ اس نے فاطمہ کو بلایا تو کہا کہ: میرے بیٹے کا نام راحم رکھنا۔ یہ نام اس نے ارحم کے بیٹے کے نام پر رکھا تھا۔ آج ایک بار پھر میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کل میرے ساتھ کیا ہو گا۔ میرے لیے خدا نے کل کی تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ میں اپنے بابا کی جائیداد سے اپنا حصہ آدھا فاطمہ کے اور آدھا ہونے والے بچے راحم کے نام کرتا ہوں۔ وسیم کے والدین بھی وارڈ روم میں اندر آ گئے۔ اور باتیں سننے لگے۔ وسیم نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا: "میں وسیم وقار احمد اپنے پورے ہوش و حواس میں فاطمہ بنت اعظم علی کو آزاد کرتا ہوں، آزاد کرتا ہوں، آزاد کرتا ہوں۔ فاطمہ جہاں کھڑی تھی وہیں بے ساختہ ہو کر گر پڑی۔ اور رونے لگی۔ وسیم کے والدین کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے نم تھی۔ وسیم کی ماں نے فاطمہ کو سہارہ دیا اور روم سے باہر لے گئیں۔ وسیم کی آنکھوں میں بھی آنسوؤں کا چشمہ پھوٹ رہا تھا۔ اگلے دن آپریشن تھا۔ ڈاکٹر ز نے آپریشن تو کیا لیکن اس سے وسیم کی طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی اور سب نے یہ سمجھا کہ اب وسیم ختم۔ لیکن وہ کہتے ہیں نہ کہ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ اس کے جسم نے نئے گردہ کو اکسپٹ کیا اور کچھ دنوں میں وہ صحت یاب ہونے لگا۔ ایک ہفتے میں ہی اس کو ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا۔

ایک رات فاطمہ وسیم کے خواب میں آتا اور کہا کہ "تم مرد ایسا کیوں سوچتے ہو کہ جس لڑکی سے چاہو محبت کر لو اور جس

کو چاہو آزاد کر دو۔ یہ زندگی ہے کوئی گڈے گڑیا کا کھیل نہیں جس کو تم جب چاہو سجالو اور جب چاہو اجاڑ دو۔ میری زندگی کی باقی راتوں کی نیند اڑا کر آرام فرما رہے ہو لیکن ہسپتال میں تو معافی مانگ مانگ کر تمہارا گلہ سوکھتا تھا۔ بس اتنی ہی ندامت تھی تمہیں؟" اور فوراً وسیم کی آنکھ کھل گئی۔ باقی ساری رات وسیم فاطمہ کے بارے میں سوچتا رہا۔ آخر اس نے یہ سوچا کہ میں فاطمہ کی ارحم سے شادی کروادوں۔ اگلے دن اس نے ارحم کو ایک ہوٹل میں بلایا جہاں اس نے باتوں باتوں میں فاطمہ کے بارے اچھا۔ اور آخر مدعے پر آتے ہوئے اس نے ارحم سے پوچھا کیا تم فاطمہ سے شادی کرو گے؟ ارحم نے کہا: "مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی۔ فاطمہ میری ایک اچھی دوست تھی اور ہمیشہ رہے گی لیکن میں اب اسے شادی نہیں کر سکتا۔ درحقیقت میں کسی سے بھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ ارحم کو وسیم اور فاطمہ کی طلاق کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔ کیونکہ اسے یہ بات نہیں بتائی گئی تھی۔ ارحم نے وسیم سے کہا کہ وہ تمہاری بیوی ہے۔ تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہے تم خوش رہو۔ ویسے تم یہ پوچھ کیوں رہے ہو کہ میں اس سے شادی کروں گا یا نہیں؟ اب تم ماشاء اللہ صحت یاب ہو چکے ہو۔ فاطمہ کے دل میں بھی کوئی عداوت نہیں تمہارے خلاف۔ اب تو تم باپ بننے والے ہو تو دونوں خوش رہو مجھے تو تم اس مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو کہ میں اس سے شادی کروں گا یا نہیں؟؟؟ مجھے تمہاری بات بالکل نہیں سمجھا رہی۔" وسیم بولا: "کیا تمہیں نہیں پتہ میں فاطمہ کو طلاق دے چکا ہوں؟ آپریشن سے ایک دن پہلے مجھے یہ لگا کہ میں مرجاؤں گا ڈاکٹروں کو بھی پورا یقین نہیں تھا کہ آپریشن کامیاب ہو گا۔ اس لیے میں نے فاطمہ کو پہلے ہی آزاد کر دیا ہے۔ یہ سن کر ارحم کو بہت غصہ آیا: "تم سمجھتے کیا ہو خود کو؟ جب تمہاری مرضی پڑی کسی کی بھی شادی تڑوا کر خود شادی کر لوں گا جب تمہاری مرضی پڑے گی کسی کو بھی چھوڑ دو گے؟ یہ زندگی ہے کوئی گیم نہیں جس میں تم اپنی مرضی چلا لوں گا جب کبھی جو تم چاہو ہو جائے گا" اور ارحم اٹھ کر جانے لگا۔ وسیم نے اٹھ کر ارحم کا ہاتھ پکڑا اور اس کو بیٹھاتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کی۔ دیکھو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس وقت حالات کچھ اور تھے میں طاقت کے

نشے میں چور تھا۔ میں فاطمہ سے بھی بار بار معافی مانگتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔ تم شادی کے لیے ہاں کر دو میں فاطمہ سے بھی بات کر لوں گا اور تمہاری شادی کا سارا خرچ میں اٹھاؤں گا۔ تم پہلے جا کر فاطمہ سے بات کرو اور حم نے کہا اور اٹھ کر چلا گیا۔ اس بار وسیم نے بھی نہیں روکا۔

اب وسیم نے اعظم صاحب کو بلایا۔ اور ار حم اور فاطمہ کے بارے میں بات کی۔ اعظم صاحب نے سارا فیصلہ فاطمہ پر چھوڑ دیا اور کہا کہ جو فاطمہ کہیں گی ویسا ہی ہو گا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ فاطمہ اگر ہاں کر دیتی ہے تو اس رشتے سے کسی کو بھی کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ اب صرف فاطمہ کو راضی کرنا باقی تھا۔ وسیم جانتا تھا کہ یہ اتنا آسان نہیں ہو گا جتنا ار حم اور اعظم صاحب کو راضی کرنا تھا۔ کیونکہ ان دونوں نے تو معاملہ اور فیصلہ دونوں فاطمہ پر چھوڑ دیا اور فاطمہ کے لیے فیصلہ کرنا آسان نہیں تھا۔ وسیم یہ جانتا تھا کہ اگر عورت حاملہ ہو تو اسے طلاق نہیں ہوتی یعنی اس کی طلاق بچے کی پیدائش کے بعد ہوتی ہیں اس لیے اس نے راحم کی پیدائش تک خاموش رہنا بہتر سمجھا۔ راحم کی پیدائش کے وقت فاطمہ کو دوبارہ خون کی ضرورت تھی اور حسب معمول ار حم نے ہی خون دیا۔ وسیم راحم کو دیکھنے اور ملنے روز آتا تھا۔ راحم کی پیدائش کے کچھ عرصے بعد وسیم نے موقع پاتے ہوئے فاطمہ سے بات کی۔ جس کا جواب فاطمہ نے اس لہجے میں دیا کہ وسیم نے صاف صاف انکار سمجھا اور چپ چاپ چلا گیا۔ اس نے ار حم سے کہا کہ تم اپنی اماں کو فاطمہ کے گھر بھیجو مجھے یقین ہے کہ وہ منع نہیں کرے گی۔ کیونکہ انکار کے باوجود بھی وسیم فاطمہ کی آنکھوں میں ار حم کے لئے آج بھی ہمدردی اور محبت دیکھ چکا تھا۔ ار حم نے ایسا ہی کیا اور اپنی ماں کے ساتھ فاطمہ کا رشتہ لے کر گیا۔ اعظم صاحب نے معاملہ اور فیصلہ فاطمہ پر چھوڑ دیا فاطمہ نے اپنے باپ کی طرف دیکھا آنکھوں میں ہاں پائی اور رشتہ قبول کر لیا۔ شادی کا سارا خرچہ وسیم نے اٹھایا۔ اس شادی میں وسیم اپنے والدین کے ساتھ شریک بھی ہوا۔ شادی میں راحم وسیم کے ساتھ رہا۔ راحم کی مکمل ذمہ داری وسیم پر تھی۔ برات والے دن رخصتی کے وقت وسیم فاطمہ کے سامنے آیا: "ہمیشہ خوش رہو۔ راحم کا خیال

رکھنا۔ میں راحم سے ملنے آتا رہوں گا۔ اللہ حافظ "شادی کی بھاگ دوڑ میں وسیم نے فاطمہ کی بہن کو بھی دیکھا تھا۔ لیکن اس مرتبہ ضد اور زبردستی کی بجائے وسیم اپنے والدین کے ساتھ فاطمہ کے گھر آیا اور اس کی چھوٹی بہن کے لیے ہاتھ مانگا۔ فاطمہ کے ساتھ مشاورت کر کے وسیم کے لئے اس کی چھوٹی بہن کو ہاں کر دیا گیا۔ اسی کے ساتھ ہی یہ کہانی ختم۔

ختم شدہ۔

یہ کہانی کا اس کہانی کے کردار فرضی ہیں اور ان کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر یہ کہانی یا اس کہانی کا کوئی کردار حقیقت سے مماثلت رکھتا ہے تو یہ صرف اور صرف اتفاقی ہو گا۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ---

---السَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَحِبَاب---

---"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید----

ناولز کی دنیا" ویب سائٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپ کی تحریر پوسٹ ہو جائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔

Email address :-

Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

([user name @zoyatalib77](#)) Facebook group
:- [Novels ki duniya](#)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیے ہر پیج کے نیچے

["novels ki duniya"](#)

اور

["website"](#)

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کر لیں۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔